یا اللہ جل جلالہٗ

فَاسْأَلُوا أَھْلَ الذِّکْرِ إِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۴۳)

اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الأجوبة المنيفة لخط الإشارة فی مذھب الإمام أبو حنیفة رحمة اللہ تعالیٰ علیہ

تصنیف

قدوۃ الاولیاء والعلماء

مولانا

مفتی شائستہ گل

قادری

مفتیٔ اعظم سرحد

و

پاکستان

ناشر

جامعہ امام ربانی

مجدد الف ثانی

رحمہ اللہ تعالیٰ

فقیر کالونی

اورنگی ٹاؤن

نمبر ۱۰ کراچی غربی

نام کتاب: الأجوبة المنيفة لخط الإشارة في مذهب الإمام أبي حنيفة رحمة اللہ تعالیٰ علیه

تصنیف و تالیف: مولانا الحاج قدوۃ الأولیاء والعلماء شائستہ گل متع اللہ المسلمین بطول بقائہ نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ و مولانا مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

جمعہٗ: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبد الحق شاہ ترمذی سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

طباعت اول: جون ۲۰۲۴ء بمطابق ذوالحج ۱۴۴۵ھ

طباعت ثانی:

کمپوزر: صوفی سید فرحان الحسن سیفی

ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

اللهم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابه

حضرت جامع الشریعت والطریقت جناب میاں گل صاحب مد ظلہم تنگی کا علاقہ، ہشت نگر

آپ مبارک کے نام اشارۃ بالسبابۃ کے باب میں ایک مکتوب اور ان کے خط کا علمی و تحقیقی جواب

مسمی بہ

الأجوبة المنيفة لخط الإشارة في مذهب الإمام أبي حنيفة رحمة الله تعالیٰ عليه

من تاليفات

لمولانا الحاج قدوة الأولياء والعلماء شائسته گل متع الله المسلمين بطول بقائه

مهتمم

دار العلوم حنفيه سنيه، لنڈی شاه، مته ڈاک خانه، کاٹلنگ، مردان

کوہاٹ کا خط یہ ہے

وفى المحيط: أنها سنة يرفعها عند النفي ويضعها عند الأثبات وهو قول أبي حنيفة ومحمد وكثرت به الآثار والأخبار فالعمل به اولى، اه۔ فهو صريح فى ان المفتى به۔ هو الإشاة بالمسبحة مع عقد الأصابع على الكيفية مذكورة لا مع بسطها فانه لإشارة مع البسط عندنا ولذا قال فى منية المصلى، فإن اشارة يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى بالإبهام ويقيم السبابةوقال في شرحها الصغى، وهل يشير عند الشادة عندنا فيه إختلاف، وصحح فى الخلاصة والبزازية أنه لا يشير وصحح شرح الهداية أنه يشير وكذا في الملتقط وغيره۔ وصفتها أن يحلق من يدى اليمنیٰ عند الشهادة الإبهام والوسطى ويقبض البنصر والخنصر ويشير بالمسبحة أو يعقد ثلاثة وخمسين بأن يقبض الوسطیٰ والبنصر والخنصر ويضع رأس إبهامه على حرف مفصل الوسطیٰ الأوسط ويرفع الاصبع عند النفي ويضعها عند الإثبات وقال في الشرح الكبير قبض االأصابع عند الإشارة هو المروى عن محمد في كيفية الإشارة وكذا عن أبي يوسف في الأمالي، وهذا فرع تصحيح الإشارة۔ وعن كثير من المشائخ لا يشير اصلا وهو خلاف الدراية والرواية۔ فعن محمد ان ما ذكره في كيفية الإشارة قول أبي حنيفة، اه۔ ومثله في فتح القدير وفي القهستاني وعن أصحا بنا جميعًا أنه سنة فيحلق الإبهام اليمنى، ووسطاها ملصقًا رأسها برأسها ويشير بالسبابة فهذه النقول كلها صريحة، بان الإشارة المسنونة، إنما هى على كيفية خاصة، وهى العقد او التحليق وأما رواية بسط الأصابع فليس فيها إشارة الأصلاً۔ ولهذا قال في الفتح وشرح المنية وهذا اى ماذكر من الكيفية فرع تصحيح الإشارة أى مفرع على تصحيح۔ رواية الإشارةفليس لنا قول بالإشارة بدون التحليق ولهذا فسرت الإشارة بهذه الكيفية في عامة الكتب كالبدائع والنهاية ومعراج الدراية والذخيرة وفتح القدير وشرحى المنية والقهستاني والحلية والنهر وشرح المنتقى للبهنسى مقريا الى شرح النقاية وشرحى درر البحار، وغيرها كما ذكرت عباراتهم في رسالة سميتها رفع التردد فى عقد الأصابع عند التشهد وحررتها فيها أنه ليس لنا سوى قولين الأول هو مشهور في المذهب بسط الأصابع بدون

إشارة الثاني، بسط الأصابع إلى حين الشهادة، فيعقد عندها ويرفع السبابة عند النفي ويضعها عند الإثبات۔ وهذا ما إعتمد المتاخرون لثبوته عن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وآلہٖ وسلم بالأحاديث صحيحة۔ ولصحته نقله عن أئمتنا الثلاثة، إلخ۔ مع نبض في ردالمحتار ۴۷۳تا ۳۷۵۔

مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالمنان، مولانا نعمۃ اللہ جملا، کوهاٹ

جواب المکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الذی ھدانا الطریق المستقیم والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہٖ وصحبہ ھداۃ الدین القویم

أما بعد

مولانا شائستہ گل صاحب، ساکن لنڈے شاہ ، ضلع وتحصیل مردان، صوبہ سرحد، مغربی پاکستان کہتے ہیں کہ اس سال سنۃ ۱۳۸۳ھ سردی کے موسم میں بعض مساجد کے امام اپنے اپنے گاؤں میں جیسا کہ پبی، مقام، دوابہ اور مقام کوہاٹ وغیرھا سب نے زور وشور لگایا کہ اشارہ سنت ہے، مگر ناکام ہو گئے۔ البتہ کوہاٹ میں تنگی علاقہ ہشت نگر میاں گل صاحب کے وہ مریدین جو کوہاٹ میں ہیں انہوں نے مجبورًا کہا کہ ہمارے پیران صاحبان اشارہ نہیں کرتے تو ہم کیسے کریں؟ تو کوہاٹ کے آئمہ نے شامی رد المحتار کی عبارت اس طریقہ سے پیش کی کہ اس کے اول وآخر کو چھوڑ دیا۔ اور وہی عبارتِ منقولہ جناب میاں گل صاحب کو بھیج دی اور کہا کہ آپ دیکھیں ان عبارتوں میں اشارہ کو سنت کہا گیا ہے۔ تو میاں گل صاحب نے وہ خط میری طرف ایک خادم کے ہاتھ بھجوایا اور کہا کہ آپ اس کا جواب لکھیں، اگرچہ دنیاوی ضروریات کے علاوہ دینی ضروریات جیسا کہ دورۂ ترجمہ قرآن شریف رمضان المبارک میں اور کراچی، پنجاب اور سوات سے استفتاء کے جوابات اور طالب علموں کے اسباق بہت زیادہ تھے، لیکن ان ضرورتوں کے ساتھ ساتھ میں نے یہ مختصر جواب رمضان المبارک میں لکھا اور تین بحثوں کے ساتھ مرتب کیا اور میں نے اس کا نام ”الأجوبة المنيفة لخط الإشارة في مذهب الإمام أبي حنيفة رحمة الله تعالیٰ عليه“ رکھا۔

بتوفیقه تعالیٰ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

بحث اول: اس خط کے بھیجنے کے علمی حال اور ادبی حال بیان میں

۱۔ اس خط کے اول میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں ہے، تو لہٰذا یہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے مخالف ہوئے۔

۲۔ اور اس خط کے اول میں حمد نہیں ہے، پھر بھی ان تینوں دلائل کے مخالف رہا۔

۳۔ اس خط کے اول میں صلاۃ وسلام نہیں ہے، (تو لہٰذا احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے طریقہ سے مخالف رہا) اور اسی خط میں یہ الفاظ بھی ہیں: **لثبوته عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم**۔ یہ بھی غلط ہیں، کیونکہ:

۱۔ هي فرد مرة واحدة في العمر واختلف في وجوبها كلما ذكر۔ والمختار تكرار كلما ذكر۔ والمذهب استحبابًا أي التكرار وعليه الفتوىٰ والمعتمد من المذهب قول الطحاوي: كذا ذكره الباقاني طبعًا لما صححه الحلبي وغيره۔ ورجحه في البحر بأحاديث الوعيد كه رغم وابعاد وشق وبخل وجفا، اه۔[1]

۲۔ ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة بل يكتب ذلک كله بكماله، اه۔[2]

تو انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرواہ بھی نہ کی، تو علماء کرام جیسا کہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور ہمارے علماء متاخرین جن کا ذکر اس خط میں موجود ہے ان کا کیا خیال رکھیں گے؟ پس اس خط سے ان کا ادبی حال اور علمی حال دونوں ظاہر ہو گئے کہ ان کے اندر اس مسئلہ کے حوالہ سے تحقیق کی لیاقت بھی نہیں ہے، اور اگر ہے تو میرے اس رسالہ کا جواب لکھیں اور چھاپ کر مجھے بھیج دیں۔

بحث دوم

چھٹی وجہ یہ ہے کہ قول کا جو لفظ استعمال ہوا وہ بمعنی روایت ہے۔ اس لئے کہ جیسے آپ نے ملاحظہ کیا اشارہ کی منع ظاہر الروایت، ظاہر اصول اصحابنا اور مشہور فی المذہب ہے۔ اگر اس قول سے مذہب مراد لیا جائے تو علماء کرام کے اقوال میں تناقض لازم آئے گا، اور یہ باطل ہے۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ اس خط میں یہ الفاظ ہیں:

وكثير من المشائخ لا يرون الإشارة وهو خلاف الدراية والرواية، اه۔[1]

---

[1] (تنویر الأبصار والدر المختار ورد المحتار، صفة الصلاة، ج ۱، ص ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷)

[2] (طحطاوی والدر المختار وبمعناه في مقدمة المنهاج لأبي ذكريا النووي)

مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ان الفاظ کا رد کیا ہے اپنے اس قول کے ساتھ:

والعجب من الشیخ ابن الھمام أنه قال: وعن کثیر من المشائخ عدم الإشارة وهو خلاف الروایة والدرایة۔ کیف نسب التجهیل إلی العلماء المجتهدین المتمسکین بالقیاس، وهو ظاهر المذهب وظاهر الروایة عند الحنفیة۔ وهذا الشیخ قد ضعف حدیث القلتین بالإضطراب الحاصل۔[2]

آٹھویں وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صاحب فتح القدیر) کا قول مخالف مذہب ہے۔ اس لئے کہ علامہ قاسم ابن قطلوبغاء (جو کہ شاگرد ہیں ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے) نے فرمایا کہ ابن الہمام کی مباحث قابلِ عمل نہیں کیونکہ وہ مخالفِ مذہب ہیں۔

١۔ ورد قول ابن الھمام فی البحر بأنه بحث مخالف للمذهب۔ قال وقد أفاد العلامة قاسم في فتاواه أنه لا یعمل بأبحاث شیخهٖ ابن الھمام رحمة الله تعالیٰ علیه المخالف للمذهب۔[3]

٢۔ قال العلامة قاسم في حق شیخه خاتمة المحققین الکمال ابن الھمام لا یعمل بأبحاث شیخنا التی تخالف المذهب، اه۔[4]

٣۔ ولا یخفی علی ذوی الأفهام علو رتبة المحقق وما بالک بإمام له قوة علی ترجیح ما خالف۔ أی علی ما اختلف فیه بحسب ما یظهر له من الدلیل، وکذا نقبل منه کما نص علیه تلمیذه العلامة قاسم ابن قطلوبغا۔ لأننا مقلدون لأبی حنیفة رضي الله تعالیٰ عنه۔[5]

نویں وجہ یہ ہے کہ قاضی خان اور برہان الائمہ نے فرمایا: اگر کسی سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ مسئلہ ظاہر الروایۃ کے مطابق اتفاق کے ساتھ منقول ہو تو وہ اس ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دے گا۔ اگرچہ یہ بندہ مجتہدِ کامل ہی کیوں نہ ہو اس کے قول کو نہیں دیکھا جائے گا اور اس کی دلیل کو بھی قبول نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ وہ دلائل کو بہتر جانتے تھے کہ وہ صحیح ہیں یا غیر صحیح۔ اِس کا اجتہاد اُن کے اجتہاد کو نہیں پہنچتا۔

١۔ قال العلامة فی تصحیحه علی القدوري قال الإمام العلامة الحسن بن منصور بن محمود الاوزجندی المعروف به قاضی خان في کتابه الفتاویٰ رسم المفتی فی زماننا من أصحابنا اذا استفتی عن مسئلة إن کانت مرویة عن أصحابنا بلا خلافٍ بینهم فإنه یمیل إلیهم ویفتی بقولهم ولا یخالفهم برأیه وإن کان مجتهدا متقنا لأن الظاهر أن یکون

---

[1] (فتح القدیر وکبیری)

[2] (من کثرة اختلاف الرواة مکتوبات المجدد للألف الثاني، مکتوب ٣١٢)

[3] (رسائل شامی، ص ٣٥٣)

[4] (رسائل شامی، ص ٢٤)

[5] (رسائل شامی، ص ١٤٧، وبمعناه ص ٢٤، ٣٣٥)

الحق مع أصحابنا ولا یعدوهم وإجتهادهٔ لا یبلغ إجتهادهم ولا ینظر إلی قول من خالفهم ولا تقبل حجته ایضًا۔ لأنهم عرفوا الأدلة ومنیزوا بین ماصح وثبت وبین ضده، إلخ۔

ثم نقل نحوہ عن شرح برهان الائمة علی أدب القضاء للخصاف رحمة اللہ تعالیٰ علیه۔[1]

دسویں وجہ یہ ہے کہ یہ قول: وکثیر من المشائخ لا یرون الإشارة وهو خلاف الروایة والدرایة، اہ۔ یقینًا صحیح نہیں ہے۔

اس لئے کہ یہ خود اقرار کرتا ہے کہ اشارہ کرنا روایت ہے، اور یہ اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ ہمارے آئمہ کا مذہب یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب اشارہ کی ممانعت کا مذہب ہے، جیسا کہ نقل کیا گیا ہے بدائع، بحر، در منتقی، شامی، رملی اور منحۃ الخالق سے کلمۂ عن کی تیسری بحث میں۔

گیارہویں وجہ یہ ہے کہ یہ اشارہ کرنے کی روایت ظاہر الروایۃ کے مخالف ہے جو آٹھ کتابوں سے منقول ہے اور المشهور في المذهب سے مخالف ہے، جو پانچ کتابوں سے نقل کیا گیا ہے اور ہمارے اصحاب کے اصول کے ظاہر سے، اہ۔ جو منقول ہے چار کتابوں سے اور مخالف ہے اس سے جس پر فتویٰ ہے، جو منقول ہے پندرہ کتابوں سے اور مخالف ہے کثیر من المشائخ لا یرون الإشارة سے۔

دوسری بحث میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بارہویں وجہ یہ ہے کہ یہ قول وکثیر من المشائخ لا یرون الإشارة وهو خلاف الروایة والدرایة، اہ۔ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اس لئے اشارہ کے حق میں بیان کی جانے والی احادیث مضطرب ہیں، اور اس میں توفیق کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور مضطرب کا حکم یہ ہے کہ یہ احادیث موقوف العمل ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ یہ احادیث دنیا میں کہیں موجود ہی نہیں ہیں۔

ا۔ وان وقع فی اسنادٍ أو متن اختلاف من الرواة بتقدیم وتاخیر أو زیادة ونقصان أو ابدال راوٍ ما کان راوٍ اخر، أو متن ما کان متن أو تصحیف في أسماء السند أو أجزاء المتن أو بإختصار أو حصف ومثل ذلک في الحدیث مضطرب۔[2]

وحکم المضطرب فإن أمکن الجمع فبها وإلا فالتوقف، اہ۔[3]

وجوہ الِاضطراب

❖ پہلی وجہ یہ ہے: قبض أصابعه کلها۔ (الحدیث)[1]

---

[1] (رسم المفتی للقاضی خان، ص ۲، رسائل الشامی، ص ۲۴)

[2] (مقدمة المشکوٰة للشیخ عبدالحق الدهلوی، ص ۲)

[3] (مقدمة الشیخ المذکور)

۲۔ وقبض ثنتين وحلق حلقة (الحديث)۔[2]

❖ دوسری وجہ یہ ہے:

۱۔ عقد ثلاثة و خمسين۔ (الحديث)[3]

۲۔ عقد ثلاثة و عشرين بالمعنى۔ (الحديث)[4]

❖ تیسری وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ حد مرفقه الأيمن على فخذه اليمنى۔ (الحديث)[5]

۲۔ وضع كفه الأيمن على فخذه اليمنى۔[6]

❖ چوتھی وجہ یہ ہے کہ:

وضع إبهامه على إصبعه الوسطى۔ (الحديث)[7]

۲۔ حلق الإبهام و الوسط۔ (الحديث)[8]

❖ پانچویں وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ يحركها الحديث۔[9]

پس اس میں اثبات ہے دوامِ تجددی کی حرکت کا۔

۲۔ لا يحركها الحديث۔[10]

اس حدیث میں دوامِ تجددی کی حرکت کی نفی ہے، اور ممکنِ توفیق بھی نہیں ہے، وغیرہا وجوہات۔

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے حکم فرمایا ہے کہ اشارہ کی احادیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔[11]

---

1 (حديث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، مؤطا امام مالک، ص ۹۶، مؤطا محمد، ص ۱۰۸)

2 (أبو داؤد و الدارمي ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

3 (حديث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، مسلم ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

4 (ابن الزبير رضی اللہ تعالیٰ، مسلم ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

5 (حديث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنه، ابو داؤد و الدارمی ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

6 (موطا امام مالک، ص ۹۶، موطا امام محمد، ص ۱۰۸)

7 (حديث ابن الزبير رضی اللہ تعالیٰ عنه، مسلم ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

8 (حديث وائل بن حجر، ابن ماجه، ص ۶۶، و المشكوٰة، ص ۷۷)

9 (حديث وائل بن حجر، ابو داؤد و الدارمی، ثم المشكوٰة)

10 (حديث ابن الزبير، ابو داؤد و نسائی ثم المشكوٰة، ص ۷۷)

11 (مكتوب ۳۱۲)

فان قيل: اگر گویند کہ کثرتِ اختلاف وقت مضطرب سازد کہ توفیق درمیانِ روایات ممکن نباشد ودرمانحن۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول صرف مجتہد کے لئے ہے نہ کہ مقلد کے لئے۔

قلت: ولا یخفی ان ذلک لمن کان لہٗ النظر فی النصوص ومعرفۃ محکمھا من منسوخھا، اھ۔[1]

۲۔ ولهذا قال العلامة قاسم في حق شيخه ابن الهمام: لا يعمل بأبحاث شيخنا التي تخالف المذهب، اھ۔[2]

تیرہویں وجہ یہ ہے کہ اس مکتوب میں یہ قول: وقال في الفتح وشرح المنية وهذا ای ما ذكر من الكيفية فرع تصحیح الإشارة ای مفرع علی التصحیح روایة الإشارة۔ اس بات کا اقرار ہے کہ صاحب فتح القدیر اور صاحبِ شرح المنیۃ اس بات کے قائل ہیں کہ اشارہ کے قول میں ترجیح کا صریح لفظ اہلِ ترجیح سے منقول نہیں ہے۔ اگر منقول ہو تو وہ بھی نقل کیا گیا ہو گا۔

چودہویں وجہ یہ ہے کہ کیفیت کا بیان عام ہے، قول مرجوح اور قول راجح دونوں کر سکتے ہیں، لہٰذا یہ ترجیح اور تصحیح ہر گز نہیں ہے۔

پندرہویں وجہ یہ ہے کہ تصحیح کی یہ قسم صریح کے مقابلہ میں جو نقل کیا گیا ہے کوئی اعتبار نہیں رکھتی، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ وهو المختار

دیکھ لیجئے:

۱۔ والتصحیح صریح مقدم علی التصحیح الإلتزامي۔[3]

۲۔ ولفظ الفتویٰ اکد من لفظ الصحیح، اھ۔[4]

سولہویں وجہ یہ ہے کہ اس خط میں یہ قول ہے کہ:

۱۔ صحح فی الخلاصة والبزازية أنه لا يشير، وصحح في شرح الهداية أنه يشير، اھ۔

یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں لفظ "هو المختار" ذکر ہے۔ لفظِ صحیح وہاں پر نہیں ہے، تو ایسا ناقل، اس کی یہ نقل: وصحح في شرح الهداية أنه يشير۔ اس پر بھی اعتبار نہیں ہے۔

---

[1] (شامی، رسم المفتی، ص ۴۲ ومجموعہ رسائل شامی، ص ۲۴، والیواقیت والجواهر لامام الشعرانی)

[2] (تصحیح القدوری، وایدہ بقول قاضی خان وبرھان الائمۃ ملخصًا مجموعۃ الرسائل الشامی، ص ۲۴)

[3] (شامی، رسم المفتی، ص ۴۹)

[4] (الدر المختار ورد المحتار، ج ۱، ص ۵۰)

سترہویں وجہ یہ ہے کہ بنابر تعبیر دونوں اطراف کہ لفظِ صحح مساوی ہے، تو تعارض ساقط ہوا، تو رجوع کیا جائے گا علیه الفتویٰ کی طرف جو کہ منع الإشارة ہے۔

اٹھارویں وجہ یہ ہے کہ اس خط میں یہ قول ہے:

ا۔ وفي المحيط أنه سنة يرفعها عند النفي ويضعها عند الإثبات وهو قول أبي حنيفة ومحمد، وكثرت به الأخبار والآثار فالعمل به اولیٰ، اه۔

فهو صريح في أن المفتیٰ به هو الإشارة، اه۔

غلط ہے یہ اس لئے کہ محیط کے قول پر تفریع اس قول کے ساتھ: أن المفتیٰ به، إلخ۔ یقیناً افتراع ہے۔ محیط کی عبارت دیکھ لیجئے، اس میں ہرگز یہ لفظ نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ لفظ "فهو صريح" افترأ پر افترأ ہے۔

انیسویں وجہ یہ ہے کہ اگر اس کی غرض یہ ہو کہ لفظ "المفتیٰ به" درر البحار سے منقول ہے تو یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے، اس لئے کہ درر البحار میں (بسط الأصابع مع الإشارة) شامی نے رد کی ہے اس قول کے ساتھ: وأن ما نقله الشارح عن درر البحار وشرحه خلاف الواقع، ولعله قول غريب۔ [1]

تو ان کا یہ دوسرا فقرہ بھی مردود ہوا جو کہ لفظِ "المفتیٰ به" ہے۔

بیسویں وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ "المفتیٰ به" مرجوح ہے بنسبت لفظِ "علیه الفتاویٰ" کی طرف پندرہ کتابوں سے جو کہ منع الإشارة میں منقول ہیں۔ (دوسری بحث میں اس کو دیکھ لیجئے)

ا۔ فلفظ الفتویٰ اكد من لفظ الصحيح والأصح والأشبه وغيرها۔ ولفظ به يفتیٰ أكد من الفتویٰ عليه، إلخ۔ [2]

۲۔ قوله اكد من الفتویٰ عليه، قال إبن الهمام والفرق بينهما أن الأول يفيد الحصر والمعنیٰ أن الفتویٰ لا تكون إلا بذلك، والثاني يفيد الأصحية، اه۔ ابن عبد الرزاق، اه۔ [3]

پس خوب ظاہر ہوا کہ لفظ اعتمد او صحح او الصحيح او الأصح وغيرها۔ یہ تمام کے تمام مرجوح ہیں، بنسبت لفظ "علیه الفتویٰ" جو کہ منقول ہے پندرہ کتابوں سے۔

[1] (شامی، ج ا، ص ۳۴۲)

[2] (الدر المختار، ج ا، ص ۵۰)

[3] (شامی، رسم المفتی، ص ۵۰)

اکیسویں وجہ یہ ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

گویم اگر تعارض در جواز وعدم جواز وحل وحرمت (اشارہ) واقع شود ترجیح جانب عدم جواز را است، وجانب حرمت را۔[1]

تومنع الإشارة راجح ہوا۔

بائیسویں وجہ یہ ہے کہ منع اشارہ ظاهر الرواية ہے، جو کہ منقول ہے آٹھ کتابوں سے بحث دوم میں۔ تو یہ منع راجح ہوا، دیکھیئے:

۱۔الفتویٰ إذا إختلفت، فالترجيح لظاهر الرواية۔[2]

۲۔في البحر باب المصرف: إذا اختلف التصحيح وجب الفحص عن ظاهر الرواية والرجوع إليها، اھ۔[3]

۳۔وما خرج عن ظاهر الرواية فهو مرجوع عنه والمرجوع عنه ليس قولا له۔

۴۔وفيه عن التوشيح أن ما رجع عنه المجتهد لا يجوز الأخذ به، اھ۔[4]

تیئیسویں وجہ یہ ہے کہ مسئلۂ منع اشارہ متون معتبرہ میں صریحاً ذکر ہے۔ جیسا کہ:

۱۔ تنویر الأبصار

۲۔ خلاصۃ الصغریٰ یا تبادرًا جیسا کہ:

۱۔کنز الدقائق ۲۔قدوری ۳۔بدایۃ ۴۔وقایۃ الروایۃ

۵۔مختصر الوقایۃ ۶۔الملتقیٰ

مذکورہ بالا کتابوں میں بحث دوم، وجہ اول میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ تو منع اشارہ راجح ہے اشارہ کے ثبوت سے۔

اب دیکھیئے:

۱۔والمذهب ما في المتون لأنه ظاهر الرواية، اھ۔[5]

۲۔اقول وينبغي تقييد التخيير أيضًا بما إذا لم يكن أحد القولين في المتون لما قدمنا أنفًا عن البيرى ولما في قضاء الفوائت من البحر من أنه اذا اختلف التصحيح والفتوىٰ فالعمل بما وافق المتون اولى، اھ۔[6]

---

[1] (مکتوب نمبر ۳۱۲)

[2] (بحر الرائق ثم الشامی رسم المفتی، ص ۴۹)

[3] (شامی، ج ۱، ص ۴۹)

[4] (بحر ثم الشامی، ج ۱، ص ۹۶، مجموعۃ الرسائل الشامی، ص ۳۶)

[5] (شامی ستر العورۃ، ج ۱، ص ۲۷۲)

[6] (شامی، ج ۱، ص ۴۹)

۳۔ وفي شرح البيري (إلى قوله) وينبغي أن يكون عند عدم الذكر أهل المتون للتصحيح وإلا فالحكم بما في المتون كما لا يخفىٰ لأنها صارت متواترة۔ اھ۔[1]

توخوب ظاہر ہوا کہ منع اشارہ مذہب ہے، ظاہر الروایہ ہے اور راجح ہے۔

صنفہ وحررہ:

المولوی شائستہ گل

ساکن لنڈی شاہ، مٹہ، مردان

سرحد، مغربی پاکستان

بقلم خود: ۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ بمطابق مارچ ۱۹۶۴ء

[1] (شامی، رسم المفتی، ص ۴۹)